اذان کے بعد دعا-احکام ومسائل

اذان کے بعد دعا کا حکم:

سوال: اذان کے بعد مناجات کیسی ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اذان کے بعد دعائے وسیلہ مستحب ہے:

"ویندب القیام عند سماع الأذان ... ویدعو عند فراغه بالوسیلة لرسول صلی اللّٰہ علیه وسلم".(الدر المختار: ۱/٤١٣)(۱) **فقط واللّٰہ تعالیٰ أعلم**

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور-۹/۱۰/۱۳۵۹ھ-

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، ۹/۱۰/۱۳۵۹ھ- صحیح: عبد اللطیف-۹/۱۰/۱۳۵۹ھ-(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۴۳۱)

اذان کے بعد کی دعا مانگنے کا فائدہ:

سوال: اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے، اس میں ہے **"وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدتَّهٗ" الخ**، جب یہ بات یقینی ہے کہ مقام محمود آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کو ملنا ہے، تو پھر دعا کی کیا ضرورت ہے؟

(سائل: مولوی عبید اللہ شجاع آبادی، متعلم الافتاء خیر المدارس، ملتان)

---

(۱) **الدر المختار، کتاب الصلاة، باب الأذان، مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد: ۱/۳۹۷-۳۹۸، سعید**

"عن جابر بن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: "من قال حین یسمع النداء:" اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلَاةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ"، حلت له شفاعتی یوم القیامة ".(رواہ البخاری)

"دلالة أحادیث الباب علی الباب ظاهرة، والأمر محمول علی الاستحباب".(إعلاء السنن، کتاب الصلاة، باب الدعاء للنبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم بعد الأذان والصلاة علیه: ۲/۱۱۰، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراچی)

أخرجه البخاری فی باب الدعاء عندالنداء (ح: ٦١٤)/ وابن ماجة فی باب مایقال إذا أذن المؤذن (ح: ٧٢٢)/ وأبو داؤد، فی باب ماجاء فی الدعاء عندالأذان (ح: ٥٢٩)/ والترمذی فی باب منه أیضًا (ح: ٢١١)/ وابن أبی عاصم فی السنة فی باب أن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم قال، الخ (ح: ٨٢٦)/ والنسائی فی باب الدعاء عندالأذان (ح: ٦٨٠) انیس)

الجواب

ہمارے دعا مانگنے کا فائدہ یہ ہے کہ اس دعا پر جس ثواب کا وعدہ ہے، وہ ہمیں حاصل ہو جائے گا۔

عن جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه عن النبی صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم:"من قال حین یسمع النداء"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ"،حلت له شفاعتی یوم القیامة". (رواه البخاری)(١)(مراقی)

وفائدة هذا الدعاء مع تحقق مدلوله علیه الصلاة والسلام الامتثال أوترتب الثواب الموعود لقائله آه. (حاشیة الطحطاوی،ص:١١١) **فقط واللّٰہ أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان۔ ١٤٠٣/٩/٧ھ۔ (خیر الفتاویٰ:٢٣١/٢)

اذان کے بعد دعا میں "والدرجة الرفیعة" اور "وارزقنا شفاعته" کا اضافہ:

سوال: اذان کی دعا میں بعد "والفضیلة" کے "والدرجة الرفیعة" اور بعد "وعدته" کے "و ارزقنا شفاعته" اکثر لوگ پڑھتے ہیں، کیا ان کلمات کی کوئی اصل ہے؟

الجواب

اذان کے بعد دعائے مسنون یہ ہے۔

" اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَةَ وَالْفَضِیْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ ". (کذا فی البخاری،ص:٨٦)(٢)

اور **"وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ"** اور **"وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ"** کا ثبوت نہیں۔ ہاں آخر میں **"اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ"** بیہقی کی ایک روایت میں آیا ہے۔ (کذا فی الشامی:٦٨/٢)(٣)

پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں، پڑھ لے، تو مضائقہ بھی نہیں۔ فقط (کفایت المفتی:٣-٦٠،٦١)

(١-٢) أخرجه البخاری فی باب الدعاء عندالنداء (ح:٦١٤)/وأصحاب السنة کما تقدم.انیس

(٢) وروی البخاری وغیره:"من قال:حین یسمع النداء"اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ"الخ ، قال ابن حجر فی شرح المنهاج : وزیادة "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِیْعَةَ" وختمه بـ"یا أرحم الراحمین" لا أصل لهما ".(رد المحتار،باب الأذان،مطلب فی کراهة تکرار الجماعة فی المسجد:٣٩٨/١،ط:سعید کمپنی)

وحذف من أصله وغیره (والدرجة الرفیعة)وختمه بـ یا أرحم الراحمین؛لأنه لا أصل لهما.(تحفة المحتاج فی شرح المنهاج،فصل فی الأذان والإقامة:٤٨٢/١)

دعا بعد الاذان میں "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" کے الفاظ کا ثبوت:

سوال: اکثر مؤذنین سے سنا گیا ہے کہ وہ اذان کے بعد دعا میں، "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کے الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں، کیا یہ الفاظ احادیث مبارکہ میں مذکور ہیں یا نہیں؟

الجواب

مستند اور معتبر کتب حدیث میں اذان کے بعد کی دعا ان الفاظ سے مروی ہے۔

" اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا الَّذِىْ وَعَدْتَّهُ"، امام بیہقی نے "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کی زیادتی نقل فرمائی ہے، اس کے علاوہ اس دعا میں دیگر الفاظ کی زیادتی بے اصل ہے، ان کو نہیں پڑھنا چاہئے۔

لما قال العلامة ابن عابدين: وروى البخاري وغيره: "من قال: حين يسمع النداء "اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا الَّذِىْ وَعَدْتَّهُ" حلت له شفاعتي يوم القيامة وزاد البيهقي "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ". وتمامه في البحر والفتح وقال ابن حجر في شرح المنهاج وزيادة "والدرجة الرفيعة" وختمه بـ"ياأرحم الراحمين" لا أصل لهما. (رد المحتار: ۳۹۸/۱، باب الأذان)(۱) (فتاویٰ حقانیہ: ۶۱/۳)

دعا بعد الاذان میں "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" کے الفاظ احادیث میں منقول نہیں:

سوال: اذان کے بعد جو دعا معروف ہے، اس کے بارے میں تحقیق مطلوب ہے کہ اس کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟ بالخصوص "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کے بارے میں وضاحت فرمائیں کہ یہ الفاظ درست ہیں یا نہیں اور انہیں پڑھنے سے ثواب ہوگا یا نہیں؟

الجواب

تمام معتبر و مستند کتب حدیث میں یہ دعا بایں الفاظ منقول ہے:

"أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا الَّذِىْ وَعَدْتَّهُ"، بیہقی نے اس کے آخر میں "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کی زیادتی بھی کی ہے۔

(۱) قال الشيخ خليل أحمد السهارنفوري: وأما زيادة "والدرجة الرفيعة" المشتهرة على الألسنة، فقال السخاوي: لم أره في شيء من الروايات وزاد البيهقي في رواية "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" وأما زيادة "يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" فلا وجود لها في كتب الحديث. (بذل المجهود: ۳۰۲/۱، باب ما جاء في الدعاء عند الأذان) ==

علامہ شامی نے حافظ ابن حجر کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ اس دعا میں "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" کا لفظ اور ایسے ہی اس کے اختتام پر "يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" کہنا بے اصل ہے۔ ولفظہ:

وروى البخارى وغيره: من قال حين يسمع النداء: "أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا الَّذِىْ وَعَدَّتَهُ". حلت له شفاعتى يوم القيامة، وزاد البيهقى "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" وتمامه فى الإمداد والفتح، وقال ابن حجر فى شرح المنهاج: وزيادة "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" وختمه بـ" يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" لا أصل لهما، آه. (ردالمحتار: ٣٧٠/١)(١)

علامہ سخاوی سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

وأما زيادة "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" المشتهرة على الألسنة، فقال السخاوى: لم أره فى شىء من الروايات وزاد البيهقى فى رواية "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" وأما زيادة" يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" فلا وجود لها فى كتب الحديث. (بذل المجهود فى حل أبى داؤد: ٣٠٢/١)(٢)

مسنون الفاظ پر اضافہ کر کے پڑھنے سے دعاء مسنون کی برکت حاصل نہ ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، ١٨/٤/١٤٠٦ھ۔ الجواب صحیح: بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ۔ (خیر الفتاویٰ: ٢١٧/٢-٢١٨)

اذان کی دعا میں زیادتی:

سوال: اذان کی دعا میں "والفضيلة" کے بعد "الدرجة الرفيعة" اور بعد "وعدته" کے "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ" بڑھانے کا کیا حکم ہے؟

الجواب

"الدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" اور "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" کا ثبوت نہیں ہے، پس غیر ثابت الفاظ کو نہ پڑھنا ہی بہتر ہے، لیکن اگر کوئی شخص اس اعتقاد کے ساتھ کہ یہ الفاظ ثابت نہیں ہیں پڑھے تو مضائقہ بھی نہیں۔ (کفایت المفتی: ٢١/٣)

---

(١) قال العلامة ابن حجر: وليس فى شىء من طرقه ذكر "الدرجة الرفيعة" وزادالرافعى فى المحرر فى آخره "يا أرحم الراحمين" وليست أيضاً فى شىء من طرقه. (التلخيص الحبير، باب الأذان: ٥١٨/١-٥١٩، دار الكتب العلمية. انيس)

(١) قال السخاوى: حديث: الدرجة الرفيعة ، المدرج فيما يقال بعد الأذان ، لم أره فى شىء من الروايات. (المقاصد الحسنة، حرف الدال المهملة: ٣٤٣/١)

والرواية أخرجه البيهقى فى السنن الصغير فى باب مايقال إذا سمع المؤذن يؤذن ويقيم (ح: ٢٩٦)/ وفى السنن الكبرىٰ فى باب مايقال إذا فرغ من ذلك. وقال: رواه البخارى فى الصحيح عن على بن عياش (ح: ١٩٣٣) انيس)

یہ موقع انفرادی دعا کا ہے اور فرائض کے بعد کا موقعہ اجتماعی دعا کا موقعہ ہے اور عوام سے غیر ثابت کلمات کے بارے میں عدم اعتقاد کی توقع رکھنا مشکل ہے، بلکہ وہ تو اس کو مسنون ہی سمجھیں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(فتاویٰ رحیمیہ: ١٤٤/٥)

دعائے اذان میں بعض اضافی الفاظ کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کی دعا میں "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ" وغیرہ بعض الفاظ کی زیادت کا کیا حکم ہے؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی: عبداللہ تورڈھیر صوابی)

الجواب

چونکہ یہ زیادتی احادیث مرفوعہ میں نہیں پائی گئی ہے، البتہ فقہاء کرام نے اس کو ذکر کیا ہے، لہٰذا ماثور پر اکتفا کرنا اور زیادتی پر اعتراض نہ کرنا اعتدال ہے۔ (١) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ٢٠٣/٢)

اذان کے بعد دیگر کلمات کا ذکر واذکار:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد دعائے مسنونہ کے علاوہ دیگر ذکر واذکار یا کلمہ طیبہ کا اگر کوئی شخص ورد کرے، تو کیا اس کو بدعت کہا جا سکتا ہے، اور کیا اس شخص کو اس سے منع کرنا جائز ہوگا؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی: ظہو احمد متعلم دار العلوم حقانیہ......٥/محرم/١٤٠٣ھ)

---

(١) وفی منهاج السنن: ثبت أذكار بعد التأذين، منها الصلاة على النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كما فى حديث عبد الله بن عمرو عند مسلم. وقال ابن القيم: الأفضل صلاة التشهد، ومنها دعاء الوسيلة وهو "أَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلاَةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَاماً مَّحْمُوْدًا الَّذِیْ وَعَدْتَهُ". رواه البخارى.

قال الحافظ: وزيادة "وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ" ليس لها أصل.

وقال السخاوى: لا أصل لها.

وفى معارف السنن: وردت هذه الزيادة عند ابن السنى فى عمل اليوم والليلة، وذكرها الشاه ولى الله فى حجة الله البالغة وزيادة قوله "اِنَّکَ لاَ تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" ثابتة فى السنن الكبرىٰ للبيهقى بسند قوى، وأما زيادة "وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهُ" فلا أصل لها أيضاً وكذا لم يثبت فى شىء من طرقه زيادة "يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" كما فى التلخيص. (التلخيص الحبير، باب الأذان: ٥١٨/١-٥١٩، دار الكتب العلمية)/ منهاج السنن شرح جامع السنن، باب ما يقول إذا أذن المؤذن: ٨٦/٢)(تحفة المحتاج فى شرح المنهاج، فصل فى الأذان والإقامة: ٤٨٢/١)/المقاصد الحسنة، حرف الدال المهملة: ٣٤٣/١)/والرواية أخرجه البيهقى فى السنن الكبرىٰ فى باب مايقال إذا فرغ من ذلك. وقال: رواه البخارى فى الصحيح عن على بن عياش (ح: ١٩٣٣)انيس)

الجواب

ذکر مندوبہ کے علاوہ دیگر ذکر نہ مندوب ہے اور نہ ممنوع ہے، ایسے مفتیوں پر تعجب ہے کہ حرمت کو خود بخود ثابت کرتے ہیں، حالانکہ "الأصل فی الأشیاء الإباحة". (۱) وھو الموفق (فتاویٰ فریدیہ: ۲/۱۸۴)

اذان کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے:

سوال: اذان سے متصل بعد جہر سے درود شریف پڑھنے کا ثبوت قرآن وسنت یا ائمہ اربعہ کے اقوال میں موجود ہے یا نہیں؟ اگر ایسا نہیں، تو کیا اس بدعت کو بند کرنا علما پر فرض نہیں؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی: محمد جان شنکیاری مانسہرہ......۹/۱۲/۱۹۷۲ء)

الجواب

اذان کی اجابت کے بعد درود شریف پڑھنا مندوب اور مستحب ہے۔

لحدیث رواہ مسلم: "إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فإنه من صلی علی، الحدیث. (مشکوٰۃ المصابیح: ص: ٦٨) (۲)

قلت: والإجابة مثل عین الأذان، فالظاهر أن حکمهما واحد فیستحب للمؤذن أن یصلی و یجیب لا علی الجهر ولو جهر فلا یستحق الملام إلا عند الالتزام. (۳) **فافهم وتدبر وهو الموفق**

(فتاویٰ فریدیہ: ۱/۱۸۰)

(۱) قال العلامة ابن عابدین رحمه اللّٰه: (قوله فالتعریف بناء علیه) أی علی أن الأصل الإباحة. أقول: هذا الجواب نافع فیما سکت عنه الشارع وبقی علی الإباحة الأصلیة، أما ما نص علی إباحته أو فعله علیه الصلاة والسلام فلا ینفع، وقد نص فی التحریر علی أن المباح یطلق علی متعلق الإباحة الأصلیة کمایطلق علی متعلق الإباحة الشرعیة.

فالأحسن فی الجواب أن یقال: المراد بقوله فی التعریف ما ثبت ثبوت طلبه لا ثبوته شرعیته والمباح غیر مطلوب الفعل وإنما هو مخیر فیه. (ردالمحتار علی هامش الدر المختار، کتاب الطهارة، مطلب المختار أن الأصل فی الأشیاء الإباحة: ۷۸/۱)

(۲) عن عبد اللّٰه بن عمرو بن العاص أنه سمع النبی صلی اللّٰه تعالیٰ علیه وسلم یقول: "إذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علیّ فإنه من صلی علیّ صلاة صلی اللّٰه علیه بها عشرًا ثم سلوا اللّٰه لی الوسیلة فإنها منزلة فی الجنة ولاتنبغی إلا لعبد من عباداللّٰه وأرجوا أن أکون أنا هو، فمن سأل لی الوسیلة حلت له الشفاعة". (مشکوٰۃ، باب فضل الأذان وإجابة المؤذن) (الصحیح لمسلم، کتاب الصلاة، باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه (ح: ۳۸٤) انیس)

(۳) قال العلامة الشامی: أن تخصیص الذکر بوقت لم یرد به الشرع غیر مشروع. (رد المحتار هامش الدر المختار، باب العیدین: ٦١٣/١)

اذان واقامت کے درمیان میں درود پڑھنا کیسا ہے:

سوال: اقامت واذان میں مؤذن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر درود پڑھے یا بہتر کیا ہے؟

الجواب

مؤذن کو درمیان اذان واقامت حکم درود شریف پڑھنے کا نہیں ہے اور ایسا ثابت نہیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۹۴-۹۵)

جمعہ کی اذانِ ثانی کے بعد دعا:

سوال: اجابتِ اذانِ ثانی جمعہ وبعد دعا ''اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ'' الخ، خواندن جائز است یا نہ؟(۱)

الجواب

صحیح این است کہ اجابتِ اذان ثانی جمعہ مکروہ است وہم چنیں دعائے ماثورہ ''اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ'' الخ. (۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۲/۹۹-۱۰۰)

خطبہ کی اذان کے بعد دعا:

سوال: خطبہ کی اذان کے بعد دعا مانگی جائے گی کہ نہیں؟

الجواب وباللّٰه التوفيق

خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا یا اذان کے بعد دعا پڑھنا مناسب نہیں ہے، البتہ دل ہی دل میں پڑھ لے۔ **کذا فی الشامی**، (۳) اذان ثانی کے بعد دعا پڑھنا بھی اسی قبیل سے ہے، نیز حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر وغیرہ امام کے خطبہ کے لئے نکلنے کے بعد نماز پڑھنے اور کسی طرح کی گفتگو کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ (۴)

(فتاویٰ قاضی مجاہد الاسلام:۷۷-۷۸)

---

(۱) ترجمہ سوال: جمعہ کی اذان ثانی کا جواب دینا اور اس کے بعد دعا ''اللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ'' الخ، پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
ترجمہ جواب: صحیح یہ ہے کہ جمعہ کی اذانِ ثانی کا جواب دینا اور دعائے ماثورہ ''اللّٰهم رب هذه الدعوة'' الخ، مکروہ ہے۔ انیس

(۲-۳) وينبغي أن لايجيب بلسانه اتفاقاً في الأذان بين يدي الخطيب. (الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأذان: ۱/۳۷۱، ظفير (قبل باب شروط الصلاة)

وإجابة الأذان حينئذٍ مكروهة. (رد المحتار، باب الجمعة: ۱/۷۶۹، ظفير)

(۴) المصنف لأبي بكر بن أبي شيبة: ۱/۴۵۷-۴۵۸.

(عن ابن عباس وابن عمر: أنهما كانا يكرهان الصلاة والكلام يوم الجمعة بعد خروج الإمام. (أيضاً (ح:۵۲۹۷)

عن ثعلبة بن مالك القرظي قال: أدركت عمر وعثمان فكان الإمام إذا خرج يوم الجمعة تركنا الصلاة فإذا تكلم تركنا الكلام. (مصنف ابن أبي شيبة، في الكلام إذا صعد الإمام المنبر (ح:۵۲۹۶) انيس)

==

اذان خطبہ کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

سوال: جمعہ کی اذان ثانی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

خطبہ کی اذان کے بعد امام ابوحنیفہ دعا کرنے کو منع کرتے ہیں، اگرچہ صاحبین اجازت دیتے ہیں، اس لئے اگر دعا ہی کرنا ہو تو بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے دعا کرنی چاہئے۔(١) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ٦ رمحرم الحرام ١٣٧١ھ۔ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ١١٦/٢)

==　عن عبداللّٰه قال: كفى لغوًا إذا صعد الإمام المنبر، أن تقول لصاحبک: أنصت. (أيضا (ح: ٥٢٩٢)

عن أبي هريرة قال: إذا قلت لصاحبک أنصت فقد لغوت. (أيضاً (ح: ٥٢٩٥)

عن أبي الهيثم قال: سلمت على إبراهيم والإمام يخطب يوم الجمعة فلم يرد على، وقال حسين: صل إن الكلام يكره. (أيضاً، (ح: ٥٢٦٨)

عن إبراهيم قال: قلت لعلقمة متى يكره الكلام يوم الجمعة؟ قال: إذا صعد الإمام المنبر وإذا خطب الإمام وإذا تكلم الإمام. (أيضاً (ح: ٥٢٩٣) انيس)

(١)　امام کے منبر پر خطبہ کے لئے جانے کے بعد سے خطبہ ختم ہونے تک کوئی ایسا کام کرنا جس سے خطبہ سننے میں خلل ہو، ممنوع ہے، اس لئے کہ خطبہ کا سننا واجب ہے اور جو عمل اداء واجب میں مخل ہو، وہ ممنوع ہے۔ اسی لئے دوران خطبہ بات کرنا منع ہے، امام ابوحنیفہؒ اور صاحبین اس پر متفق ہیں کہ کلام دنیاوی ممنوع ہے۔ صاحبین اور امام صاحب اپنے ایک قول کے مطابق کلام دینی مثلاً تسبیح، اذکار اور کلمات اذان جیسی چیزوں کو جو خطبہ سننے میں مخل نہیں ہوتے، حکم ممانعت سے مستثنیٰ قرار دیتے ہوئے جائز قرار دیتے ہیں۔ اذان کے بعد کی دعا کلام دنیاوی نہیں اور سماع خطبہ میں مخل بھی نہیں، اس لئے باتفاق یہ دعا پڑھی جاسکتی ہے، البتہ اس خاص موقع پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ بغیر ہاتھ اٹھائے دعا پڑھ لینی چاہئے [مجاهد]

وفى النهاية: اختلف المشائخ على قول أبي حنيفة قال بعضهم: إنما يكره ما كان من كلام الناس أما التسبيح و نحوه فلا، وقال بعضهم: كل ذلک مكروه والأول أصح اهـ وكذا فى العناية. (البحر الرائق، باب الجمعة: ١٦٨/٢)

ومن ثمة قال في البرهان: وخروجه قاطع للكلام أي كلام الناس عند الإمام، اهـ، فعلم بهذا أنه لا خلاف بينهم في جواز غير الدنيوي على الأصح. (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح، باب الجمعة: ٢٨٢)

لأن الحرمة الكلام إنما باعتبار الإخلال بفرض الاستماع لكونه في نفسه مباحا ولا استماع فلا إخلال في هذين الوقتين بخلاف الصلاة فإنها قد تمتد فتفضي إلى الإخلال. (العناية شرح الهداية على شرح فتح القدير: ٦٧/٢)

ويحمل الكلام الوارد في الأثر على الدنيوي ويشهد له ما أخرجه البخاري أن معاوية أجاب المؤذن بين يديه فلما أن قضى الأذان قال: يأيها الناس إني سمعت رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم على هذا المجلس حين أذن المؤذن يقول ما سمعتم من مقالتي. (حاشية الطحطاوي باب الجمعة، ص: ٢٨٢)

اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں:

سوال: بعد الاذان عند الدعاء رفع یدین ثابت ہے یا نہیں ۔ اگر جواب عدم میں ہو تو بخاری شریف میں جو حدیث ہے، اس کا کیا مطلب ہے؟

"إذا دعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم رفع يديه" الحديث. (١)

(المستفتی نمبر: ۱۹۶۱، محمد انصار الدین صاحب ۲۵/ شعبان ۱۳۵٦ھ/ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانے کا کوئی خاص ثبوت نہیں، پس عموم سے استدلال کر کے ہاتھ اٹھانا اور خصوصی ثبوت نہ ہونے کی بنا پر نہ اٹھانا دونوں باتیں جائز ہیں ۔ (۲) فقط (کفایت المفتی: ۳/ ۵۴)

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

سوال: اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر مناجات کرنا کیسا ہے اس کا کچھ ثبوت ہے یا نہیں؟ بینوا تو جروا۔

الجواب

اذان کے بعد جو الفاظ ادا کیے جاتے ہیں وہ دعا کے الفاظ ہیں اور رفع یدین آداب دعا میں سے ہے؛ اس لئے ہاتھ اٹھانے میں مضائقہ نہیں ۔ (۳) (کفایت المفتی: ۳/ ۴۷)

---

(١) الصحيح للبخاري، باب الدعاء عند الوضوء (ح: ٦٣٨٣) انيس

(٢-٣) الأفضل في الدعاء أن يبسط كفيه ويكون بينهما فرجة وإن قلت، الخ. (الفتاویٰ الهندية، كتاب الكراهية، باب الرابع في الصلوٰة والتسبيح والذكر والدعاء: ٥/ ٣١٨، مكتبة ماجدية، كوئٹه)

عن أبي موسیٰ الأشعري قال: دعا النبي صلى اللّٰه عليه وسلم بماء فتوضأ به ثم رفع يديه فقال: اللّٰهم اغفر لعبيد بن أبي عامر، ورأيت بياض إبطيه، فقال: اللّٰهم اجعله يوم القيامة فوق كثير من خلقك من الناس. (الصحيح للبخاري، باب الدعاء عند الوضوء (ح: ٦٣٨٣) انيس)

قال ابن عمر: رفع النبي صلى اللّٰه عليه وسلم يديه وقال: اللّٰهم إني أبرأ إليك مما صنع خالد. (الصحيح للبخاري، باب بعث النبي صلى اللّٰه عليه وسلم خالد بن الوليد (ح: ٤٣٣٩)

عن أنس بن مالك قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: الدعاء لا يرد بين الأذان والإقامة، قالوا: فماذا نقول يا رسول اللّٰه؟ قال: سلوا اللّٰه العافية في الدنيا والآخرة. (سنن الترمذي، باب ما جاء في العفو والعافية (ح: ٣٥٩٤)

عن سلمان قال: قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم: إن ربكم تبارك وتعالیٰ حيّ كريم يستحيي من عبده إذا رفع يديه إليه أن يردهما صفرًا. (سنن أبي داؤد، باب الدعاء (ح: ١٤٨٨)/ سنن الترمذي، باب (ح: ٣٥٥٦)/ سنن ابن ماجة، باب رفع اليدين في الدعاء (ح: ٣٨٦٥) انيس)

بعد اذان ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے یا نہیں:

سوال: بعد اذان رفعِ یدین کر کے مناجات کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب

خصوصیت کے ساتھ اس موقع پر رفعِ یدین ثابت نہیں ہے، اگر چہ عموماً دعا میں رفعِ یدین کا مستحب ہونا اس کے استحباب کو بھی مقتضی ہے، (١) مگر معمول نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ١١٠/٢) ☆

اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھانے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین وفقہاء شرع متین اس مسئلہ میں کہ دعا مانگنا ہاتھ اٹھا کر بعد اذان کے کیسا ہے؟

الجواب

بالتخصیص دعائے اذان میں ہاتھ اٹھانا تو نہیں دیکھا گیا، (٢) مگر مطلقاً دعا میں ہاتھ اٹھانا احادیث قولیہ فعلیہ مرفوعہ وموقوفہ کثیرہ شہیرہ سے ثابت ہے۔ **من غير تخصيص بدعاء دون دعاء.**

پس دعا اذان میں بھی ہاتھ اٹھانا سنت ہوگا۔ (٣)

---

(١) عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: رفع يديه بعدما سلم وهو مستقبل القبلة فقال: اللّٰهم خلص الوليد بن الوليد وعياش بن أبي ربيعة وسلمة بن هشام وضعفة المسلمين الذين لايستطيعون حيلة ولايهتدون سبيلاً من أيدي الكفار. (تفسير ابن أبي حاتم، قوله تعالىٰ: من يهاجر في سبيل الله (ح: ٥٨٧٢): ١٠٤٨/٣. انيس)

☆ **اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مسنون ہے یا نہیں:**

سوال: اذان کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا پڑھے، مسنون کیا ہے؟

الجواب

ہر طرح درست ہے، عمل بلا رفع یدین ہے۔ (ويدعو عند فراغه بالوسيلة لرسول الله صلى الله عليه وسلم (الدر المختار) أي بعد أن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم لما رواه مسلم، الخ. (رد المحتار، باب الأذان، قبل باب شروط الصلاة: ٣٧٠/١، ظفير) فقط (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند: ٩٥/٢)

(٢) یعنی کسی کتاب میں نہیں دیکھا گیا۔ سعید پالنپوری

(٣) یہ مطلب نہیں کہ افضل ہوگا، بلکہ یہ مطلب ہے کہ سنت کے خلاف نہ ہوگا، باقی ظاہراً افضل عدم رفع معلوم ہوتا ہے، لعدم النقل۔ منہ شفیع (یہ بیان اس کے معارض ہے جو کہ ربیع الثانی ١٣٣٥ھ کے الامداد میں بسلسلہ ترجیح الراجح بجواب سوال متعلق بدعاء بعد صلوٰۃ العیدین لکھا گیا ہے، غور کر لیا جائے۔) (قوسین کی عبارت کا اضافہ تصحیح الاغلاط صفحہ: ١٧ سے لیا گیا ہے۔ (نوٹ اس سلسلہ میں اگلے صفحہ پر (''اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا'' میں) بحث آرہی ہے۔ سعید پالنپوری

لإطلاق الدلائل: عن أنس. رضى الله عنه. قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يرفع يديه فى الدعاء حتىٰ يرى بياض إبطيه.

وعن السائب بن يزيد عن أبيه. رضى الله عنهما. : "أن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا دعا فرفع يديه فمسح وجهه بيديه". (رواهما البيهقى)(۱)

وعن عكرمة عن ابن عباس - رضى الله عنهما - قال: المسئلة أن ترفع يديک حذو منكبيک أو نحوها" الحديث، رواه أبوداؤد. (۲) كلها فى المشكوٰة، كتاب الدعوات وراء ها أحاديث متكاثرة متوافرة فى هٰذا الباب يفضى ذكرها إلى الإطناب.

۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۰۴ھ (امداد، صفحہ: ۹۸، جلد: ۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۶۱-۱۶۲) ☆

---

(۱) الدعوات الكبير للبيهقى، باب مايستحب للداعى من رفع اليدين فى الدعاء (ح: ۳۰۸) / وأبوداؤد الطيالسى، ثابت البنانى عن أنس بن مالک (ح: ۲۱۶۰)

عن السائب بن يزيد عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا دعا فرفع يديه، مسح وجهه بيديه. (سنن أبى داؤد، باب الدعاء (ح: ۱۴۹۲) / الدعوات الكبير للبيهقى، باب مايستحب للداعى من رفع اليدين فى الدعاء (ح: ۳۱۰) انيس)

(۲) سنن أبى داؤد، باب الدعاء (ح: ۱۴۸۹) / الدعوات الكبير للبيهقى، باب مايستحب للداعى من رفع اليدين فى الدعاء (ح: ۳۱۳) / شرح السنة للبغوى، باب رفع اليدين فى الاستسقاء (ح: ۱۱۶۴) انيس)

☆ اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا:

سوال: حضور نے امداد الفتاویٰ جلد اول مطبوعہ صفحہ ۹۸ کے منہیہ میں لکھا ہے کہ اذان کے بعد دعا کے وقت عدم رفع ید افضل ہے، حالانکہ کسی حدیث سے عدم رفع ید بوقت دعائے اذان ثابت نہیں ہے، نہ قولاً نہ فعلاً اور اگر یہ کہا جائے کہ اذان کی دعا والی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اٹھانے کا ثبوت نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں اظہار دعائے مسنونہ وفضیلت دعا بتانا مقصود ہے، نہ کیفیت؛ جیسا کہ ترجمۃ الباب اور الفاظ حدیث سے ظاہر ہے اور کیفیت دعا میں مستقل حدیثیں موجود ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دعا میں ہاتھ اٹھانا بطریقہ شرع مستحب وافضل ہے۔

چنانچہ ابن ماجہ، صفحہ: ۸۴، **باب من كان لايرفع يديه فى القنوت** میں ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " إذا دعوت الله فادع بباطن كفيک ولا تدع بظهورهما فإذا فرغت فامسح بهما وجهک". (رقم الحديث: ۱۱۸۱: ۱/۳۷۳، دار إحياء الكتب العربية. انيس)

پس جبکہ قولی مطلق سے مطلق رفع ید کی فضیلت ثابت ہے، تو اگر کسی حدیث فعلی سے عدم رفع ید عند الاذان کی فضیلت ٹھہرائی جائے، تو اصول فقہ کے دو قاعدوں سے خلاف لازم آئے گا۔ پہلا قاعدہ تو یہ ہے کہ اگر حدیث قولی وفعلی مقابل ہوں تو حدیث قولی کو ترجیح دینا چاہئے۔

==

== 　　دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جس فعل کی جہت معلوم ہو اس فعل میں اسی جہت کے ساتھ اقتدا کی جائے اور جس کی جہت نہ معلوم ہو اس کو اباحت پر محمول کریں گے اور یہ ظاہر ہے کہ عدم رفع ید کی جہت غیر معلوم ہے، لہٰذا حدیث فعلی سے عدم رفع ید کا مباح ہونا ثابت ہوا اور حدیث قولی سے رفع ید کا مستحب وافضل ہونا ثابت ہوا۔ پہلے قاعدہ کی عبارت نہیں نکل سکی، اس لئے اس کو نقل نہیں کرتے اور دوسرے قاعدہ کی یہ عبارت ہے۔

فی نور الأنوار: ٢١٣، مبحث أفعال النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:

والمصنف ترک هٰذا کله وبین ما هو المختار عنده فقال: والصحیح عندنا أن علمنا من أفعاله صلی اللّٰه علیه وسلم واقعًا علٰی جهة من الوجوب أو الندب أو الإباحة نقتدی به فی إیقاعه علٰی تلک الجهة حتی یقوم دلیل الخصوص فماکان واجبًا علیه یکون واجبًا علینا وماکان مندوبًا علیه یکون مندوبًا علینا و ماکان مباحًا علیه یکون مباحًا لنا ومالم نعلم علٰی أیة جهة فعله قلنا فعله علٰی أدنٰی منازل أفعاله و هو الإباحة.

اب اس صورت میں عدم رفع ید کو افضل سمجھا جائے یا رفع ید کو؟ امید ہے کہ جواب سے خاکسار کے شک کو رفع فرمائیں گے؟

الجواب

مجھ کو تتبع روایات کی فرصت نہیں، اس لئے درایت سے جو سمجھا ہوں، اس کو نقل کرتا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ کسی محقق سے تنقید کرالی جاوے، اگر کسی دلیل سے اس کا خطا ہونا معلوم ہو، مجھ کو بھی اطلاع کر دی جاوے۔ میں یہ سمجھا ہوں کہ دعائیں دو قسم کی ہیں، ایک وقتی حاجت مانگنا بدون توظیف الفاظ کے، احادیث رفع یدین اس کے متعلق ہیں، دوسری ادعیہ موظفہ خواہ جوامع ہوں، خواہ موقت ہوں، احادیث رفع اس کے متعلق نہیں، **إلا ما ورد فیه بالخصوص**، اول میں رفع ید افضل ہے اور عدم رفع مباح دوسری میں عدم رفع افضل ہے اور رفع مباح اور ہر دعا میں رفع کو افضل کہنا بہت مستبعد ہے، بعض میں تو نفی رفع کی قریب قریب مصرح ہے۔

مثلاً: 　　منکوحہ کی اول خلوت میں یا اشتراء رقیق یا دابہ میں وارد ہے۔

فلیأخذ بناصیتها ولیقل: اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُکَ، الخ.

(عبداللّٰه بن عمرو عن النبی صلی اللّٰه علیه وسلم قال: إذا أفاد أحدکم امرأة أو خادماً أو دابة فلیأخذ بناصیتها ولیقل: اللّٰهم إنی أسئلک من خیرها وخیر ما جبلت علیه وأعوذبک من شرها وشر ماجبلت علیه. (سنن ابن ماجة، باب مایقول الرجل إذا دخلت علیه أهله (ح: ١٩١٨) انیس)

”**أخذ ناصیة**“ ظاہر ہے کہ رفع کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا؟

یا مثلاً جماع کے وقت:

”اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ“. الخ.

(عن ابن عباس قال: قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم: لو أن أحدهم إذا أراد أن یأتی أهله قال: باسم اللّٰه، اللّٰهم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا فإنه لایقدر بینهما ولد فی ذلک لم یضره شیطان أبداً. (الصحیح لمسلم، باب مایستحب أن یقوله عندالجماع (ح: ١٤٣٤) انیس) ==

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

سوال: اذان کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا مستحب یا سنت نہیں اور نفس اباحت میں کلام نہیں؛ جب کہ ضروری سمجھنے والوں سے خلط نہ ہو۔(۱) فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیو بند سہارنپور۔۲/۸/۱۴۱۱ھ۔

الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیر آبادی / محمد ظفیر الدین مفتاحی / کفیل الرحمٰن۔ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۲۱۵-۲۱۶)

== اس وقت رفع ید کیسے ہوگا؟

یا مثلاً انزال کے وقت:

’’اللّٰهُمَّ لاَ تَجْعَلْ لِلشَّيْطَانِ، الخ. علىٰ هٰذا. والله أعلم

(امام العصر علامہ انور شاہ صاحب کی رائے بھی یہ ہے کہ اذان کی دعا میں عدم رفع مسنون ہے۔

المسنون في هذا الدعاء أن لاترفع الأيدي؛ لأنه لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم رفعها، الخ. (فيض الباري: ٢/ ١٦٧)

اور آپ نے بھی نیل الفرقدین ص: ۱۳۳، میں حضرت تھانوی کی تحقیق کے قریب قریب تحقیق بیان فرمائی ہے، جسے فیض الباری (۲/۱۶۷) میں نقل کیا گیا ہے:

ماملخصه: أكثر دعاء النبي صلى الله عليه وسلم كان علىٰ شاكلة الذكر، لايزال لسانه رطباً به، ويبسطه على الحالات المتواردة على الإنسان ... ومثل هذا في دوام الذكر على الأطوار لاينبغي له أن يقصر أمره على الرفع، الخ.

احقر عرض کرتا ہے کہ اذان کے بعد کا وقت احادیث میں ’’محل اجابت دعا‘‘ میں شمار کیا گیا ہے اور اپنی حاجات کے لئے دعا کرنے کا امر بھی وارد ہوا ہے۔

عن عبد الله بن عمرو: قال رجل: يا رسول الله إن المؤذنين يفضلوننا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: قل كما يقولون، فإذا انتهيت فسل تعط". (رواه أبو داؤد، باب ما يقول إذا سمع المؤذن (ح: ٥٢٤)/ مسند الإمام أحمد، أول مسند عبدالله بن عمرو بن العاص (ح: ٦٦٠١)

لہٰذا اگر کوئی شخص اذان کے بعد صرف دعاء ماثورہ پڑھنا چاہتا ہو، تو عدم رفع افضل ہے جیسا کہ حضرت مجیب اور علاّمہ کشمیری کی رائے ہے، لیکن اگر کسی کو دعاء ماثورہ کے علاوہ اپنی حاجات کے لئے بھی دعا کرنا ہے، تو اس کے لئے رفع ید افضل ہے، اسی قاعدہ سے جو حضرت مجیب نے ذکر فرمایا ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم (سعید احمد)

۱۴/ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۹ھ (النور، ص: شعبان ۱۳۴۹ھ) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۶۲-۱۶۴)

(۱) المسنون في هذا الدعاء أن لا ترفع الأيدي؛ لأنه لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم رفعها ==

ہاتھ اٹھا کر اذان کی دعا اور اس سے پہلے بسم اللہ:

سوال: اذان کے بعد جو دعا پڑھی جاتی ہے، وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد ہاتھ اٹھا کر پڑھی جائے، یا بغیر ہاتھ اٹھائے پڑھ سکتے ہیں؟ (احمد سعید صابری، منچر یال)

الجواب

میرے علم میں کوئی ایسی حدیث نہیں، جس میں اذان کے بعد کی دعا سے پہلے بسم اللہ پڑھنے کا ذکر ہو، دوسرے مواقع پر یہ بات تو ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرماتے، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلقین بھی کی ہے، لیکن دعا سے پہلے خاص طور پر بسم اللہ پڑھنا غالباً منقول نہیں، اس لئے اس موقع سے صرف اذان کی دعا پڑھنے پر اکتفا کریں، جہاں تک اس دعا میں ہاتھ اٹھانے کی بات ہے تو جو دعائیں خاص مواقع (احوال متواردہ) سے متعلق ہیں، جیسے کھانے سے پہلے اور بعد کی دعا، مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کی دعا، اسی طرح اذان کے بعد کی دعا، ان دعاؤں میں میرے حقیر علم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اٹھانا منقول نہیں، اس لئے اذان کے بعد کی دعا صرف زبان سے پڑھنی چاہئے، کیونکہ اصل مقصود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے میں ہی دنیا اور آخرت کی فلاح ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۴۵) ☆

== والتشبث فيه بالعمومات بعدما ورد فيه خصوص فعله صلى الله عليه وسلم لغو فإنه لم يرد فيه خصوص عادته صلى الله عليه وسلم لنفعنا التمسك بها وأما إذا نقل إلينا خصوص الفعل فهو الأسوة الحسنة لمن كان يرجو الله والدار الآخرة وينبغي لمن أراد أن يستن بسنة النبى صلى الله عليه وسلم أن يكتفى بتلك الكلمات ولا يزيد عليها إلا ماثبت فى نسخة الكشميهنى من زيادة "إنک لاتخلف الميعاد". في آخره قاله ابن دقيق العيد وعندالبيهقى أيضاً. (فيض البارى على شرح البخارى، باب الدعاء عندالنداء: ۲/۲۱٤) انيس)

☆ اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا:

سوال: اذان کے بعد کی دعا دونوں ہاتھ اٹھا کر پڑھنی چاہئے، یا بغیر ہاتھ اٹھائے ہوئے؟
(سید صفی اللہ غوری، کلثوم پورہ)

الجواب

مخصوص مواقع پر جو دعائیں منقول ہیں، جیسے کھانے سے پہلے، کھانے کے بعد، استنجا جانے سے پہلے، فارغ ہونے کے بعد، سونے سے پہلے اور بیدار ہونے کے بعد، اسی طرح اذان کے بعد، ان مواقع پر دعا میں ہاتھ اٹھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، اس لئے بغیر ہاتھ اٹھائے دعا کرنی چاہئے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۲/۱۳۵)

دعائے اذان میں ہاتھ اٹھانا افضل ہے:

سوال: اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے یا خلاف سنت؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ

اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ اٹھانا منقول نہیں ہے، ویسے مطلقاً دعا میں ہاتھ اٹھانا قولی اور فعلی احادیث سے ثابت ہے۔لہذا دعائے اذان میں اٹھانے کو سنت کی خلاف ورزی نہیں کہا جائے گا، مگر چونکہ ثابت نہیں ہے، لہذا افضل بھی نہیں کہا جائے گا، بلکہ افضل ہاتھ نہ اٹھانے کو کہا جائے گا۔فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ:۱۶/۳)

اذان کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا:

سوال: اذان کی جو دعا پڑھی جاتی ہے، اس کے لئے ہاتھ اٹھانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

کتب حدیث وفقہ میں اس دعا کے لئے ہاتھ اٹھانے کا تذکرہ کہیں نہیں دیکھا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند۔ (فتاویٰ محمودیہ:۴۳۱/۵-۴۳۲) ☆

---

(۱) والمسنون فی هذه الدعاء ألا ترفع الأیدی؛لأنه لم یثبت عن النبی صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم رفعها، والتشبث فیه بالعمومات بعد ما ورد فیه خصوص فعله صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم لغو، فإنه لولم یرد فیه خصوص عادته صلی اللّٰه تعالٰی علیه وسلم لنفعنا التمسک بها ،وأما إذا نقل إلینا خصوص الفعل فهو الأسوة الحسنة لمن کان یرجو اللّٰه والدار الآخرة"(فیض الباری، کتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء: ۱٦۷/۲ ،خضر راہ بکڈپو دیوبند، الهند)

☆ اذان کے بعد کی دعا میں رفع یدین:

سوال: بوقتِ دعائے اذان دست برداشتن چہ حکم دارد؟

(خلاصۂ سوال: اذان کے بعد دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا کیسا ہے؟ انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

دریں مقام خصوصاً رفعِ یدین وعدمِ رفع ہیچ در روایتے از نظر نگذشتہ، ولیکن چونکہ برائے دعا مطلقاً رفع یدین مستحب است، پس دریں موضع نیز اگر کسے بریں استحباب عمل نماید گنجائش دارد، واگر ترک رفع کند نیز لا بأس بہ است، وچوں خصوصاً دریں مقام رفع نیز ثابت نیست، چنانچہ عدم رفع ثابت نیست، پس فوت ثواب استحباب از ترکِ رفع نیز لازم نہ آید۔

(ترجمہ جواب: خاص طور پر اس مقام پر رفع یدین وعدم رفع کسی روایت میں نظر سے نہیں گذری، البتہ چونکہ مطلق دعا کے لیے رفع یدین مستحب ہے تو اس مقام پر بھی اگر کوئی شخص اسی استحباب پر عمل کرے تو گنجائش ہوگی اور اگر ہاتھ نہ اٹھائے تو بھی کوئی حرج نہیں ==

اذان کے بعد دعا میں ہاتھ اٹھانا ثابت نہیں:

سوال: اکابر علما کا معمول یہ نظر آتا ہے کہ اذان کے بعد کی دعا میں ہاتھ نہیں اٹھاتے، حالانکہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ رفع یدین آداب دعا میں سے ہے.

عن الفضل بن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنهما قال: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم: "الصلاة مثنٰی مثنٰی تشهد فی کل رکعتین وتخشع وتضرع وتمسکن ثم تقنع یدیک یقول ترفعهما إلٰی ربک مستقبلاً ببطونهما وجهک وتقول یارب یا رب من لم یفعل ذلک فهی کذا وکذا". رواه الترمذی والنسائی وابن خزیمة فی صحیحه ورجاله ثقات. (إعلاء السنن: ٢٠٨/٣)(١)

اور بھی کئی احادیث ہیں، حافظ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مستقل رسالہ ہے "**فض الوعاء فی أحادیث رفع الیدین فی الدعاء**".

امید ہے کہ مفصل جواب مرحمت فرما کر تشفی فرمائیں گے۔ (**جزاکم اللّٰہ تعالیٰ أحسن الجزاء**)

== اورجیسا کہ خصوصاً اس مقام پر بھی اٹھانا ثابت نہیں، اسی طرح نہ اٹھانا بھی ثابت نہیں ہے۔لہذا نہ اٹھانے سے استحباب کے ثواب کا فوت ہونا لازم نہیں آئے گا۔امدادالفتاویٰ، مجموعۃ الفتاویٰ وغیرہ میا سی طرح ہےاور بعض عبارتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عدم رفع بہتر ہے، واضح نقل نہ ہونے کی وجہ سے۔انیس)

هکذا فی إمداد الفتاویٰ (**إمداد الفتاویٰ، کتاب الصلاة، باب الأذان والإقامة**، "حکم رفع ید در دعائے اذان": ١٠٥/١، دارالعلوم) **ومجموعة الفتاویٰ** (**مجموعة الفتاویٰ** (اردو) **کتاب الصلاة**: ٣٠٠/١، **وأیضًا فی کتاب الحظر والإباحة**: ٢٢٧/٢، سعید) **وغیرهما**۔

واز بعض عبارت معلوم میشود کہ عدم رفع افضل است، **لعدم النقل الصریح. (والمسنون فی هذا الدعاء ألا ترفع الأیدی؛ لأنه لم یثبت عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم رفعها، والتشبث فیه بالعمومات بعد ماورد فیه خصوص فعله صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم لغو، فإنه لو لم یرد فیه خصوص عادته صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم لنفعنا التمسک بها، وأما إذا نقل إلینا خصوص الفعل فهو الأسوة الحسنة لمن کان یرجو اللّٰہ والدار الآخرة"(فیض الباری، کتاب الأذان، باب الدعاء عند النداء: ١٦٧/٢، خضر راه بکڈپو دیوبند، الهند)** فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔١٣/٤/١٣٥٦ھ۔

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ، صحیح: عبداللطیف۔١٣/ ربیع الثانی /١٣٥٦ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ٤٣٢/٥)

(٢) سنن الترمذی، باب ماجاء فی التخشع فی الصلاة (ح: ٣٨٥)/ مسند البزار، ربیعة بن الحارث عن الفضل (ح: ٢١٦٩)/ السنن الکبریٰ للنسائی، کیف الرفع (ح: ١٤٤٤)/ المعجم الکبیر للطبرانی، ربیعة بن الحارث عن الفضل بن عباس (ح: ٧٥٧)/ الزهد والرقاق لابن المبارک، باب فضل ذکر اللّٰہ تعالیٰ (ح: ١١٥٢)/ الصحیح لابن خزیمة، باب ذکر الأخبار المنصوصة (ح: ١٢١٢) انیس)

الجواب ـــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

دعا کی دو قسمیں ہیں۔ایک یہ کہ بدون توظیف الفاظ مخصوصہ مطلقاً کوئی حاجت طلب کرنا، دوسری یہ کہ الفاظ موظفہ کسی خاص وقت سے متعلق ہوں؛ یا مطلق ہوں۔احادیث میں مواقع دعا کے تتبع سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع یدین کی احادیث قسم اول سے متعلق ہیں، قسم دوم سے متعلق نہیں۔إلا ما ورد فيه النص.

چنانچہ بعد وضو مسجد میں دخول وخروج، گھر میں دخول وخروج، بیت الخلا میں دخول وخروج، ابتداء سفر، انتہاء سفر، سوار ہوتے وقت، بازار میں دخول، کوئی چیز خریدتے وقت، کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر، عیادت مریض وغیرہ سے متعلق ادعیہ ماثورہ میں کوئی بھی رفع یدین کا قائل نہیں۔وقت جماع اور وقت انزال سے متعلق بھی دعائیں منقول ہیں، ان میں رفع یدین ویسے ہی مستبعد ہے۔بیوی سے پہلی خلوت میں اور غلام لونڈی یا حیوان کی خرید پر وارد ہے کہ اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر یہ دعا پڑھے۔

”اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِهَا وَخَيْرِمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ“.(۱)

اس وقت رفع یدین کی بجائے پیشانی کے بال پکڑنے کا حکم ہے، بلکہ اس صورت میں رفع یدین ہو ہی نہیں سکتا۔

اسی طرح کسی فوری حاجت کے لئے مختصر دعا اور کسی کی درخواست پر اس کے لئے دعائیہ کلمات میں رفع یدین ثابت نہیں، بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل یہ تھا کہ بدون رفع یدین درخواست کنندہ کو سنانے کی غرض سے بآواز بلند دعائیہ کلمات فرماتے تھے۔

روى البخاری رحمه الله تعالیٰ عن جریر رضی الله تعالیٰ عنه قال:”كنت لا أثبت على الخيل فضرب النبی صلى الله عليه وسلم فی صدری حتى رأيت أثر أصابعه فی صدری وقال:” اللّٰهم اجعله هادياً مهدياً“.(۲)

اس موقعہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا میں رفع یدین کی بجائے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر دعائیہ کلمات فرمائے۔

---

(۱) سنن ابن ماجة،باب مايقول الرجل إذا دخلت عليه أهله (ح:۱۹۱۸)/السنة لابن أبی عاصم،باب (ح:۱۹۱)/مسندأبی يعلى الموصلی،شهربن حوشب عن أبی هريرة (ح: ٦٦١٠)/الدعاء للطبرانی،باب مايقول من اشترى دأبةً أوعبدًا (ح:۱۳۰۸)/الدعوات الكبير للبيهقی،باب مايقول إذا نكح امرأة ودخل بها (ح:٥٦١)انيس)

(۲) الصحيح للبخاری،باب حرق الدور والنخيل (ح:۳۰۲۰)/الصحيح لمسلم،باب من فضائل جريربن عبدالله (ح:۲٤٧٥)/شرح مشكل الآثار،باب بيان مشكل ماروی فی اسلام جرير (ح:۲٤٩٧)انيس)

مثال کے طور پر یہ ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ورنہ احادیث میں اس کی نظائر بہت کثرت سے موجود ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کسی کی طرف سے دعا کی درخواست پر اس کو سنا کر مختصر دعائیہ کلمات فرمائے،(۱) ان مواقع میں عدم رفع یدین ظاہر ہے اور قصہ جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں عدم رفع یدین متیقن، **للمنا فاة الظاهرة بين الرفع و الضرب في الصدر**. فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۳ / ذیقعدہ ۱۳۹۹ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۲۹۷-۲۹۸)

☆☆☆

(۱)　مثلاً:　عن ابن عمر أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: اللّٰهم ارحم المحلقين ،قالوا: والمقصرين يارسول اللّٰه؟قال: اللّٰهم ارحم المحلقين،قالوا: والمقصرين يارسول اللّٰه؟قال: والمقصرين. (موطأالإمام مالک،ت: الأعظمي،الحلاق (ح: ٤٠٤)انيس)